ہمارے دکھ خواہ کسی رنگ میں ہوں وہ ہماری مسکراہٹیں، مسرتیں اور بشاشتیں نہیں چھین سکتے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍جولائی ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا:-

آج کل بعض دفعہ کام اکٹھے ہو جاتے ہیں اور آرام کا وقت جو خدائی قانون کے مطابق ضروری ہے وہ بھی نہیں ملتا۔ چنانچہ گذشتہ رات بھی میں نے ایک سیکنڈ کے لئے نیند نہیں لی۔ صبح کے وقت کچھ آرام کیا مگر اس سے بھی کوفت دُور نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں دس بارہ گھنٹے تک لگاتار بولنا پڑا۔ بہر حال جمعہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ الٰہی سلسلہ کے ذمہ دار امام اور اس کے درختِ وجود کی شاخوں کے درمیان ایک ملاپ کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہوتا ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ جمعہ میں آجاؤں اور اپنی سمجھ اور عقل اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور رحمت سے جو ضروری باتیں ہیں وہ دوستوں کے سامنے رکھوں۔ اسی فلسفہ یا اصول کے مطابق میں اس وقت یہاں آ گیا ہوں اور جو آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے (اور جو پہلی دفعہ نہیں بتا رہا) کہ ہماری خوشیاں اور مسرتیں اور ہماری مسکراہٹیں کسی ذاتی خُوبی یا ذاتی وجاہت یا ذاتی اثر و رسوخ یا ذاتی دولت کے نتیجہ میں نہیں بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل نے مہدی معہود کی شناخت کی توفیق عطا فرمائی اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم روحانی فرزند کے طفیل ہمیں اسلام کا صحیح چہرہ نظر آیا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں جو اسلام قائم کیا تھا

مرور زمانہ کے ساتھ اس کے نقوش دُھندلے ہوتے رہے مگر زمانہ کی ہر صدی نے اسلام کی خاطر اللہ تعالیٰ کا یہ نشان دیکھا کہ ایسے بندے پیدا ہوتے رہے جو ان دھندلے نقوش کو روشن کرتے رہے اور بدعات کو اسلام سے نکالتے رہے۔

غرض اسلام کے ساتھ شروع ہی سے یہ دونوں باتیں لگی ہوئی ہیں۔ اسی کو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی رویاء میں دیکھا۔ انہوں نے رویاء میں یہ دیکھا کہ گویا انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو کھولا اور آپ کے جسد اطہر کو باہر نکالا اور آپ کی بعض ہڈیوں کو پسند کیا اور بعض کو ناپسند کیا۔ جنہیں ناپسند کیا انہیں پرے پھینک دیا اور جن کو پسند کیا ان سب کو پھر اسی روضہ میں دفنا دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک مخلص دل رکھتے تھے لیکن تعبیر الرؤیا اُن کی لائن نہ تھی۔ یہ اُن کا مضمون نہ تھا۔ اس لئے جب آنکھ کھلی تو سخت گھبرائے اور بڑے بے چین ہوگئے کہ میں نے کیا گناہ کیا۔ یہ تو میری ہلاکت کا سامان پیدا ہو رہا ہے۔ میں نے یہ کیا خواب دیکھ لیا۔ اتفاقاً ان کے گاؤں میں ابن سیرین (جو ہمارے بڑے مشہور معبرّ ہیں اُن) کے ایک شاگرد رہتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اُن کے پاس گئے اور بتایا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ میں تو ہلاک ہو رہا ہوں۔ انہوں نے کہا گھبرانے کی کوئی بات نہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ سنت نبوی میں جو بدعات شامل ہوگئی ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اُن کو باہر نکال پھینکنے کی توفیق عطا فرمائیگا اور خالص سنت نبوی کو امت مسلمہ میں رائج کرنے کی تمہیں توفیق ملے گی۔ اس سے جہاں ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کشوف و رؤیا پر امت مسلمہ اعتراض نہیں کرتی آئی، تعبیر کرتی آئی ہے وہاں یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد میں بدعات کی ملونی ہوتی رہی تو ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا نظام قائم کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور مقدس رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پیدا ہوتے رہے جن کے ذریعہ بدعات کو علیحدہ کر دیا جاتا تھا اور خالص سنت نبوی، اسلام کے روشن اور صحیح نقوش امت محمدیہ میں جاری رکھے جاتے تھے۔

ہمارے اس زمانہ کے متعلق بڑی پیشگوئیاں تھیں۔ اسے ضلالت کا زمانہ کہا گیا تھا۔ مہدی معہود کا یہی وہ زمانہ ہے جس میں شیطانی ظلمات کے ساتھ آخری اور شدید جنگ لڑی

جائے گی۔ بدعات کی بھرمار ہو جائے گی۔ اسلام کو بدعات سے پاک کرنے کا کام مہدی معہود کے سپرد ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو معلم حقیقی ہے اس سے قرآن کریم کی تفسیر سیکھ کر اور سنت نبوی کے حالات معلوم کر کے دُنیا میں قرآن کی تعلیم کو رائج کرے گا اور سنت رسول کی طرف نوعِ انسانی کو بلائے گا۔ صرف یہ خبر نہیں دی گئی تھی کہ وہ ایسا کرے گا بلکہ اس خبر کے ساتھ یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ وہ اپنی اس مہم میں اور اس جہاد میں کامیاب بھی ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے ایسے نیک بندوں کی جماعت عطا کرے گا جو خدا کی راہ میں قربانیاں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دلوں میں گاڑنے کے لئے اور اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کے لئے وہ اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو انفرادی طور پر بھی انعامات دے گا لیکن ایسے شخص کا جو اصل انعام ہے وہ تو یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اسلام کا غلبہ دیکھ لے۔ اُسے یہ انعام بھی ملے گا۔

پس ہمارے دُکھ خواہ کسی رنگ میں ہوں، وہ ہماری مسکراہٹیں اور ہماری مسرتیں اور ہماری بشاشتیں ہم سے نہیں چھین سکتے۔ قضاء وقدر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آتی ہیں اور ابتلا آتے ہیں تو بسا اوقات سوکھی ٹہنیاں کاٹ دی جاتی ہیں مگر جن درختوں کی ٹہنیاں ہری ہوتی ہیں ان پر ایک نیا حُسن اور ایک نیا جوبن نظر آتا ہے۔ جو لوگ درختوں کو غور سے دیکھنے والے ہیں کیا وہ دیکھتے نہیں کہ کس طرح آندھیاں درختوں کے نیچے سوکھی ہوئی ٹہنیاں بھی چھوڑ جاتی ہیں اور پھر جب بارشیں ہوتی ہیں تو درختوں کا بالکل رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ درختوں کا جو رنگ لُو کے زمانہ میں ہوتا ہے کیا تم نے برسات کے زمانہ میں کبھی وہ رنگ دیکھا ہے؟ دراصل لُو کا زمانہ اور آندھیوں کا زمانہ سُوکھی ٹہنیوں کے گرانے کا زمانہ ہے اور برسات کا زمانہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نتیجہ میں درختوں میں ایک نیا حُسن اور ایک نیا جوبن پیدا کرنے کا زمانہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہے جسے ہم ہر سال مشاہدہ کرتے ہیں درخت ایک ایسی چیز ہے جس میں روح نہیں ہوتی مگر لُو کے زمانہ میں، طوفان کے زمانہ میں جب سوکھی ٹہنیاں ٹوٹ گئی ہوتی ہیں اس وقت بھی اس میں ایک حُسن اور خوبصورتی باقی رہتی ہے۔ گو برسات کی جو خوبصورتی اور حُسن ہے وہ مقابلۃً زیادہ ہے لیکن یہ تو نہیں ہوتا کہ وہ

درخت ٹنڈ منڈ ہو جاتا ہے۔ طوفان اور خشکی کے زمانہ میں بھی پہلے پتوں میں جان ہوتی ہے۔ اس کے اندر ایک روح ہوتی ہے۔ اس میں اس وقت بھی جب اُسے تھوڑا سا موقع ملے تو وہ نئے پتے نکالتا ہے اس کے اوپر نیا سبزہ آتا ہے۔ ٹھیک ہے پھر طوفان جب درخت کی خشک ٹہنیاں توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بادل اس پر اپنی بارش برساتے ہیں تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔

پس ہماری جو خوشیاں اور بشاشتیں ہیں وہ اس لئے نہیں تھیں کہ ہم اپنی ماں کے پیٹ سے کچھ خوبیاں لے کر پیدا ہوئے تھے بلکہ ہماری مسکراہٹیں اس بات کی مرہونِ منت تھیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ اسلام کے غلبہ کے دن آ گئے۔ اسلام کے بہار کے دن آ گئے۔ اسلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے بادلوں کے برسنے کے دن آ گئے۔ چنانچہ اب وہ زمانہ آ گیا جب ساری دنیا پر اسلام غالب ہوگا مگر ان لوگوں کو جو خود کو مہدی معہود کی طرف منسوب کرتے ہیں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کیلئے انہیں قُربانیاں دینی پڑیں گی اس مادی دُنیا میں آسمانوں سے فرشتے نازل ہو کر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت نہیں کیا کرتے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بزرگ وجود جس کا ثانی نہ دنیا میں کبھی پیدا ہوا اور نہ ہوگا اُن سے بھی جب کفارِ مکہ نے کہا کہ اے محمدؐ! اگر تم سچے ہو تو تمہاری مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل کیوں نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا فرشتے نازل تو ہوں گے لیکن اُنہیں تمہاری آنکھ نہیں دیکھ سکے گی۔ تمہاری آنکھ تو صرف ان مادی، ٹوٹی ہوئی نکمی اور بالکل بے بھروسہ تلواروں کو دیکھے گی لیکن تمہاری آنکھ جو نتیجہ دیکھے گی اُس کے لئے تمہیں ماننا پڑے گا کہ وہ فرشتوں کے دخل کے بغیر ممکن نہ تھا۔

پس ہم اپنی قضاء وقدر کے ابتلاء کے نتیجہ میں یا مصیبتوں کے اوقات میں مایوس کیسے ہو سکتے ہیں۔ کیا ہم نے اپنے زور سے یا اپنی طاقت سے اسلام کو غالب کرنا تھا یا اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس زمانہ میں ایسا کروں گا۔ پس گو وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن وہ ہم سے قربانیاں ضرور لے گا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک اُس کی یہی سنت چلی آ رہی ہے۔ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں جو انبیاء آئے ہیں وہ گنے

توکسی نے نہیں تعداد میں فرق ہے لیکن کہتے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔تم کوئی ایک پیغمبر بتاؤ جس کے زمانہ میں اس کے ماننے والوں نے قربانی نہ دی ہو۔گالیاں نہ کھائی ہوں مصیبتیں نہ جھیلی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کو نہ بھیجا ہو اور اُن کو کامیاب نہ کیا ہو۔ ہر ایک نبی کے ماننے والوں نے اپنے حالات کے مطابق اپنے کام کے مطابق اور اپنے کام کی وسعت کے مطابق قربانی دی ہے۔ جو نبی ایک چھوٹے سے شہر میں آیا اس کے لئے چند آدمیوں نے قربانی دی۔ جو نبی ایک خاص علاقے کے لئے آیا اس علاقے نے اس کے لئے قربانیاں دیں۔ جو نبی ایک خاص قوم کی اصلاح کیلئے آیا۔ اُس قوم نے اس کیلئے قُربانیاں دیں بغیر قربانیاں دیئے اُن کو خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں نہیں ملیں مگر وہ رحمۃ للعالمین ہو کر نوع انسانی کی طرف آیا، نوع انسانی اس کیلئے اس وقت تک قُربانیاں دیتی چلی آرہی ہے اس لئے تمہیں بھی قربانیاں دینی پڑیں گی اور مجھے بھی قُربانیاں دینی پڑیں گی اور بشاشت کے ساتھ ہنستے کھیلتے ہوئے قربانیاں دینی پڑیں گی ۔ہم نے اسلامی تاریخ میں یہ کہیں نہیں پڑھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ مصیبت کے دنوں میں رویا کرتے تھے اور نہ ہی ہماری تاریخ نے یہ ریکارڈ کیا ہے کہ جس وقت اندرونی حملوں کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ جیسے بزرگ انفرادی طور پر بڑے سخت ابتلا اور امتحان میں ڈالے گئے تو اس وقت اُن کے چہرے پژمردہ ہوگئے ہوں۔ جو شخص ایک بار اللہ تعالیٰ کے حُسن کو دیکھ لیتا ہے وہ تو اس میں مست ہو جاتا ہے۔ زمانہ کی تکلیفوں کی وجہ سے اس کے چہرے پر پژمردگی کے آثار نمودار نہیں ہوا کرتے ۔ چنانچہ اب بھی ایسا ہی ہوا۔ میں نے ایک جگہ دو بچے بھجوائے تھے۔ راستے میں سات میل تک لوگ ان کو مارتے چلے گئے اور وہ ہنستے چلے گئے ۔ ان میں سے ایک نے مجھے بتایا کہ جب ہم اُن کے مکے اور چپیڑیں کھا کر بھی مسکراتے تھے تو اُن کو اور غصہ چڑھتا تھا کہ پتہ نہیں یہ کیا قوم ہے۔ ہم یہی قوم ہیں۔ ہم خدا کی راہ میں تکلیفیں بھی اُٹھائیں گے اور دنیا ہمیں مسکراتے ہوئے اور قہقہے لگاتے ہوئے بھی دیکھے گی۔ جس وقت ہم پر زیادہ مصائب نازل ہوں گے اُس وقت زیادہ قہقہے لگیں گے کیونکہ ہماری خوشی اور مسرّت کا منبع وہ بشارتیں ہیں جن کا ہماری ذات سے تعلق نہیں ہے۔ ان کا تعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت اور عظمت کو نوع انسانی کے دل میں بٹھانے سے ہے اور اس میں کامیاب ہونے سے ہے۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

''اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جُوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دیگا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی۔ تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کر کے کالعدم کر دیوے۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ)

پس چونکہ ہمیں اس قسم کی بہت سی بشارتیں دی گئی ہیں اس لئے ہم خوش ہیں اور خدا تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے اور اس کے وعدے پورے ہوتے ہیں لیکن جو مقام خوف ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ نوع انسانی کے دل اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کامیابی کے ساتھ جیت لینے کا وعدہ دیا ہے لیکن یہ وعدہ مجھے اور آپ کو نہیں دیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا وعدہ پورا ہوگا لیکن اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نبا ہو گے تو میں ایک اور قوم لے آؤں گا۔ایک اور نسل پیدا ہوگی جو قربانیاں دینے والی اور ذمہ داریوں کے نباہنے والی ہوگی اور اس کے وجود میں میری بشارتیں پوری ہوں گی اور وہی قوم یا نسل اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کرنے والی ہوگی۔اس لئے تم دعائیں کرو اور بہت دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جن عظیم رحمتوں اور فضلوں کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہم پر نازل ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان رحمتوں اور فضلوں کی عظمت کو یہ کہہ کر بیان فرمایا ہے

’’صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں کو دیکھو وہ کون سی نعمت تھی جو اُن کو نہیں ملی تھی اور وہ کون سی رحمت تھی جو اُن پر نازل نہیں ہوئی تھی اور وہ کون سا فضل تھا جو اُن کے شامل حال نہ ہوا تھا۔جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا وعدہ ہے۔مگر یہ صحابہؓ کی طرح قربانیاں دینے کے بعد ہی پورا ہوگا، پہلے نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)